Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 03, **Issue** 02, July-September 2024, **PP**: 12-24
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا جائزہ

An Overview of Obstacles to Sustainable Economic Development

1. Kiran Shahzadi wfaabbas725@gmail.com	*Ph. D Scholar,* *Department of Islamic Studies,* *Government Colllege University, Faisalabad.*
2. Dr. Shair Ali drsherali63@gmail.com	*Professor (Retd.),* *Department of Islamic Studies,* *Government Colllege University, Faisalabad.*

How to Cite: Kiran Shahzadi and Dr. Shair Ali. 2024: “An Overview of Obstacles to Sustainable Economic Development”. Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 3 (02): 12-24

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
25-07-2024	20-08-2024	06-09-2024

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE
of Social Sciences Research & Development

پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا جائزہ

An Overview of Obstacles to Sustainable Economic Development

1. **Kiran Shahzadi**
Ph. D Scholar, Department of Islamic Studies, Government Colllege University, Faisalabad.
wfaabbas725@gmail.com

2. **Dr. Shair Ali**
Professor (Retd.), Department of Islamic Studies, Government Colllege University, Faisalabad.
drsherali63@gmail.com

Abstract

Economic inequality arises when wealth becomes concentrated among a few individuals or groups, leaving the majority deprived of basic necessities and destabilizing social balance. This disparity leads to poverty, social unrest, and a rise in crime, negatively impacting a country's sustainable economic development. Monopolization of wealth by a small fraction limits social mobility and opportunities, resulting in widespread unemployment and poverty. The erosion of public trust in governance further intensifies social and political instability, undermining the essential economic stability required for sustainable growth. Addressing unequal wealth distribution requires targeted government policies that ensure a fair allocation of resources, promote social justice, and create equal opportunities for all citizens. Essential measures include access to quality education, healthcare, and social services, alongside strengthening social protection systems. Implementing a fair taxation system, poverty reduction programs, and fostering equal opportunities across various economic sectors are vital steps to reduce inequality and support sustainable development. Furthermore, the main barriers to sustainable economic development include unemployment, corruption, economic inequality, poverty, imbalanced trade, low investment, and unequal wealth distribution. These challenges require comprehensive government intervention focused on social justice, economic stability, and human resource development. By tackling these obstacles through effective policies, sustainable economic growth can be achieved, fostering a more equitable and prosperous society.

Keywords: *Economy, Monopolization, Sustainable Growth, Development, Prosperous Society.*

تمہید

جب دولت پر چند افراد یا گروہ قابض ہو جاتے ہیں، تو معاشرے میں اقتصادی عدم مساوات پیدا ہوتی ہے جس سے عوام کی اکثریت بنیادی ضروریات سے محروم رہ جاتی ہے اور یوں معاشرتی توازن بگڑ جاتا ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم معاشرتی بے چینی، غربت، اور جرائم کے بڑھنے کا سبب بنتی ہے، جس سے ملک کی پائیدار معاشی ترقی پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جب دولت چند ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتی ہے تو معاشرتی ترقی کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں اور عوام کی اکثریت اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ اس سے معاشی ترقی کا عمل سست ہو جاتا ہے اور ملک میں غربت، بے روزگاری اور سماجی ناہمواری بڑھنے لگتی ہے۔

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا ایک اور اثر یہ ہوتا ہے کہ عوام میں عدم اعتماد پیدا ہوتا ہے اور وہ معاشرتی انصاف کی کمی کی وجہ سے اپنی حکومت پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں ملک میں معاشرتی اور سیاسی عدم استحکام پیدا ہو جاتا ہے جو کہ پائیدار معاشی ترقی کے لیے لازمی سیاسی اور اقتصادی استحکام کو کمزور کر دیتا ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا خاتمہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ حکومتیں اور اقتصادی پالیسیاں دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائیں تا کہ معاشرتی انصاف کے اصولوں کے مطابق ہر فرد کو ترقی کے مساوی مواقع فراہم کیے جا سکیں۔ اس کے لیے تعلیم، صحت اور معاشرتی خدمات کی فراہمی کو یقینی بنانا اور معاشرتی تحفظ کے نظام کو مضبوط بنانا اہم ہے۔ نیز ٹیکسوں کے منصفانہ نظام، غربت کے خاتمے کے پروگرام اور معیشت کے مختلف شعبوں میں مساوی مواقع کی فراہمی بھی ضروری ہے تا کہ معاشرتی ناہمواری کو کم اور پائیدار معاشی ترقی کی راہ ہموار کی جا سکے۔ پائیدار معاشی ترقی کے لیے بنیادی رکاوٹیں بے روزگاری، کرپشن، معاشی عدم ہم آہنگی، غربت و افلاس، درآمدات و برآمدات کا عدم توازن، سرمایہ کاری میں کمی، قلت پیداوار اور دولت کی غیر منصفانہ تقسیم شامل ہیں۔ ان مسائل پر قابو پانے کے لیے ضروری ہے کہ حکومتی پالیسیاں اور اقدامات معاشرتی انصاف، اقتصادی استحکام اور انسانی وسائل کی ترقی پر توجہ دیں۔ ایسا کرنے سے ملک کی معاشی ترقی کے سفر میں حائل رکاوٹوں کو دور اور پائیدار ترقی کے اہداف کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔ مختصر یہ کہ معاشی ترقی ہی قوموں کے عروج و زوال کا سبب بنتی ہے۔ پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہوتی ہیں ان میں سے چند کا تذکرہ اوران کے اثرات و تدارک ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

بیروزگاری

پائیدار معاشی ترقی کے راستے میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ بیروزگاری ہے۔ یوسف فاروقی کے بقول بے روزگاری انسان کی اس حالت کو کہتے ہیں جب اسے روزگار میسر نہ ہو اور وہ گذشتہ چار ہفتوں کے اندر فعال طور پر کام تلاش کر چکا ہو۔[1] یہ ایک ایسی لعنت ہے جس نے پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ اس کا بنیادی سبب صنعتی پھیلاؤ کی سست رفتاری ہے۔ لاکھوں تعلیم یافتہ پڑھے لکھے ان پڑھ اور متوسط و غریب گھرانوں سے تعلق رکھنے والے لوگ اس بیماری کا شکار ہو چکے ہیں۔ نوجوانوں کے علاوہ بے شمار پڑھی لکھی عورتیں بھی بیروزگاری کی بناء پر دن بدن ٹھوکریں کھا رہی ہیں۔

بے روزگاری کا مسئلہ مختلف معاشی نظریات اور اقتصادی نظاموں کے ذریعے مختلف زاویوں سے سمجھا جاتا ہے۔ کلاسیکی، نو کلاسیکی اور آسٹروی معاشیات کی رو سے بے روزگاری کا حل مارکیٹ کی قوتوں کے آزادانہ کام کرنے میں مضمر ہے۔ ان نظریات کے مطابق، حکومتی مداخلت جیسے کہ یونینز، کم ترین اجرت کے قوانین، اور ٹیکسوں جیسے ضوابط معیشت میں رکاوٹ بنتے ہیں اور روزگار پیدا کرنے کی صلاحیت کو محدود کرتے ہیں۔ دوسری جانب، کینزی معاشیات کا دعویٰ ہے کہ بے روزگاری ایک چکری نوعیت کا مسئلہ ہے جسے معاشی بحرانوں کے دوران حکومتی مداخلت کے ذریعے کم کیا جا سکتا ہے۔ یہ ماڈل سپلائی شاکس کے اثرات پر زور دیتا ہے جو اشیاء اور خدمات کی مجموعی مانگ کو کم کر کے بے روزگاری میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ کینزی نظریات کے مطابق حکومت کو مالیاتی محرکات، روزگار کے پروگرامز اور توسیعی مالیاتی پالیسیاں اپنانی چاہئیں تا کہ بے روزگاری پر قابو پایا جا سکے۔ جبکہ مارکسی معاشیات میں بے روزگاری کو سرمایہ دارانہ نظام کے اندرونی تضادات کے طور پر دیکھا جاتا ہے جہاں مالکان مزدوروں پر اجرتیں کم کرنے اور دباؤ ڈالنے کے لیے بے روزگاری کا استعمال کرتے ہیں۔ مارکسیت پسند نظریے کے تحت بے روزگاری کا حل سرمایہ دارانہ نظام کے خاتمے اور سوشلسٹ یا کمیونسٹ نظام کے قیام میں ہے۔[2]

اگر عمیق نظریے سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ یہ بیروزگاری صرف اور صرف پاکستان تک ہی

محدود نہیں بلکہ اس کی جڑیں پوری دنیا کے اندر پھیلی ہوئی ہیں۔ بیروزگاری ایک عالمگیر مسئلہ بن گیا ہے۔ یہ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اگر بروقت اس پر کنٹرول نہ کیا گیا تو اس کے نتائج بڑے گھمبیر ہو سکتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ حکومت اس جانب توجہ دے تاکہ بین الاقوامی سطح پر اس چیلنج کا مقابلہ کیا جا سکے اور پڑھے لکھے افراد کو ان کے ذوق کے مطابق کام مل سکے اس سے ان کی ذہنی تسکین بھی ہو گی اور معاشرہ بھی نئے طریقے سے پنپ اٹھے گا۔[3]

کرپشن یا رشوت

رشوت بھی پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں اہم رکاوٹ ہے۔ یہ ایک ایسا ناسور ہے جو تمام معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے یوں حقدار کو اس کا حق نہیں ملتا۔ غریب طبقہ غریب سے غریب تر اور امیر، امیر سے امیر تر ہوتا جاتا ہے۔ یہ ایک معاشرتی برائی ہے جس کا قلع قمع کرنے کے لیے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي كِلَاهُمَا فِي النَّار۔[4]

رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی ایک اہم تنبیہ ہے جس میں رشوت کے لین دین کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اسلام میں رشوت ایک سنگین گناہ ہے جو معاشرتی فساد، ناانصافی اور اخلاقی گراوٹ کا باعث بنتی ہے۔ اس حدیث میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں کو جہنم کی وعید دی گئی ہے کیونکہ یہ عمل باہمی رضامندی سے انجام پاتے اور معاشرے کے اصولوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ رشوت کا لین دین انسانیت کے خلاف ایک جرم ہے اور اس سے لوگوں کی حقوق کی پامالی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ رشوت سے حاصل کی جانے والی آمدنی حرام ہو گی کیونکہ اس سے دوسرے کا حق تلف ہو گا یا کسی کو نقصان پہنچے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے اسی لیے فرمایا:

لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ۔[5]

رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی۔

یہ حدیث رسول اللہ ﷺ کی جانب سے رشوت کے لین دین پر شدید مذمت کو ظاہر کرتی ہے۔ "لعنت" کا مطلب ہے اللہ کی رحمت سے دور ہونا اور اس حدیث میں رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام میں رشوت کو انتہائی ناپسندیدہ اور حرام سمجھا جاتا ہے۔ رشوت دینا اور لینا دونوں ایک ہی جیسے بڑے گناہ ہیں کیونکہ یہ عمل انصاف کی نفی کرتے ہیں اور معاشرے میں ظلم اور ناانصافی کو فروغ دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں رشوت کے لین دین کو نہ صرف حرام قرار دیا بلکہ ان دونوں فریقین پر اللہ کی لعنت کا اعلان بھی کیا۔ یہ اس بات کی تاکید ہے کہ مسلمان کو ہر حال میں انصاف اور حق کو اپنانا چاہیے اور رشوت جیسی برائی سے بچنا چاہیے۔ اگر اپنی عزت بچانی ہو یا حق وصول کرنا ہو حالات سازگار نہ ہوں تو آپ بے بس مجبور ہو کر رشوت دیتے ہوئے گنہگار نہ ہوں گے بلکہ اس کا تمام عذاب رشوت لینے والے پر ہو گا تمام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے۔ رشوت خوری چونکہ حرام امر ہے اس لیے یہ دعاؤں کی قبولیت میں بھی رکاوٹ ہے۔ جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ:

كَانَ مَطْعَمُهُ حَرَامًا وَمَلْبَسُهُ حَرَامًا وَغُذِّيَ بِالْحَرَامِ، فَأَنَّى يُسْتَجَابُ لَهُ۔[6]

اس کا کھانا حرام اس کا لباس حرام اور اسے حرام سے غذا دی گئی ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حرام کمائی کی مذمت کرتے ہوئے یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر کسی کا کھانا، لباس، اور اس کی خوراک حرام ذرائع سے حاصل کی گئی ہو تو اس کی دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے؟ حلال اور طیب رزق کی اہمیت اسلام میں بہت زیادہ ہے

اور حرام رزق کے استعمال سے اللہ تعالیٰ کی قربت اور دعا کی قبولیت میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ یہ حدیث ہمیں اپنے ذرائع آمدنی اور خرچ کے معاملے میں محتاط رہنے کی تلقین کرتی ہے تاکہ ہم اللہ کی رضا اور دعا کی قبولیت حاصل کر سکیں۔ مختصر یہ کہ رشوت کی بدولت انسان کا قلب اور ضمیر مردہ ہو جاتا ہے وہ اپنی عزت تک کو بیچنے میں عار محسوس نہیں کرتا اور ناجائز کمائی بھی اس کے کسی کام نہیں آئے گی جس میں کیا گیا صدقہ و خیرات بھی اس کو عذاب الیم سے نہ بچا سکے گا۔

معاشی عدم ہم آہنگی

پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ معاشی عدم ہم آہنگی ہے۔ معاشی عدم ہم آہنگی ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں مختلف معاشرتی طبقات یا افراد کے درمیان اقتصادی مواقع، آمدنی اور وسائل کی تقسیم میں عدم توازن پیدا ہوتا ہے۔ یہ عدم ہم آہنگی عام طور پر غریب اور امیر کے درمیان فرق کو بڑھاتی ہے جہاں ایک طرف کچھ افراد کو تمام وسائل میسر ہوتے ہیں وہیں دوسری جانب کئی افراد محرومیوں کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ مسئلہ معاشرتی انصاف کے اصولوں کے خلاف ہے اور اکثر معاشی پالیسیوں کی ناکامی، تعلیم کی کمی، بدعنوانی، اور غیر منصفانہ قانونی نظام کی وجہ سے جنم لیتا ہے۔ معاشی عدم ہم آہنگی سے نہ صرف معاشرتی تقسیم میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس کے نتیجے میں جرائم، بے روزگاری اور غربت جیسے مسائل بھی بڑھتے ہیں۔ اس کے حل کے لیے ضروری ہے کہ حکومتیں اور سماجی ادارے مؤثر اقتصادی پالیسیاں بنائیں جو معاشرتی طبقات کے درمیان ہم آہنگی پیدا کریں اور وسائل کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنائیں تاکہ معاشرے کے تمام افراد کو یکساں مواقع حاصل ہو سکیں اور معاشرتی استحکام کو فروغ ملے۔ ڈاکٹر محبوب کی تحقیق کے مطابق پاکستان کی اسی فیصد دولت پر تیس خاندانوں کا قبضہ ہے ایک عام آدمی کو گزارہ الاؤنس تک کے بھی پیسے نہیں دیے جاتے اور دوسری طرف صاحب ثروت طبقہ لمبی لمبی کاروں، بلند و بالا بنگلوں کے اندر رہتے ہوئے اپنے آپ کو جنت میں تسلیم کرتا ہے۔ علاوہ ازیں ملکی و غیر ملکی بینکوں کے اندر ان کی بے انتہا دولت موجود ہے۔ دولت کی اس غیر منصفانہ تقسیم کی وجہ سے عدم ہم آہنگی کا پیدا ہونا ایک فطری اور لازمی نتیجہ ہے۔[7]

غربت و افلاس

غربت بذات خود بری چیز نہیں مگر بسا اوقات زیادہ کی خواہش میں انسان کا قلبی سکون ختم ہو جاتا ہے وہ محنت کو ترک کر کے لوٹ مار جیسے گھناؤنے جرم شروع کر دیتا ہے۔ وہ خدا کو بھول کر ایسے غلط کاموں کے اندر چلا جاتا ہے کہ جہاں سے اس کی واپسی کا کوئی امکان نہیں ہوتا اور یہی فقر و افلاس اسے حقارت کی زندگی گزارنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ اسی افلاس کی بدولت وہ بھیک مانگنا شروع کر دیتا ہے حالانکہ اسلام گداگری سے منع کرتا اور محنت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ دست و بازو سے اپنی روزی پیدا کرے اور مانگنے کی بجائے محنت پر زور دے۔ المختصر پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں غربت اور افلاس ایک بڑی رکاوٹ ہیں کیونکہ یہ عوامل انسانی وسائل کی نشو و نما اور پیداواری صلاحیت کو محدود کرتے ہیں۔ غربت میں مبتلا افراد بنیادی ضروریات جیسے تعلیم، صحت، اور معیاری زندگی سے محروم رہتے ہیں جس سے ان کی اقتصادی ترقی میں شمولیت کم ہو جاتی ہے۔ تعلیم اور صحت کی کمی کی وجہ سے وہ جدید مہارتوں اور مواقع سے فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں ہوتے جس سے معاشی ترقی کا عمل سست ہو جاتا ہے۔ مزید برآں، غربت سماجی عدم استحکام، جرائم، اور عدم مساوات کو بڑھاتی ہے جو پائیدار ترقی کے لیے لازمی سیاسی اور اقتصادی استحکام کو کمزور کرتی ہے۔ اس کے علاوہ، غربت اور افلاس سے متاثرہ افراد عموماً غیر رسمی معیشت میں ملوث ہوتے ہیں جس سے ملکی معیشت میں ان کی شمولیت محدود ہو جاتی ہے اور معاشی ترقی کی رفتار متاثر ہوتی ہے۔[8]

در آمدات و بر آمدات

اگر کسی ملک کی معاشی ترقی کا جائزہ لینا ہو تو اس ملک کی درآمدات و بر آمدات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ اگر کسی ملک کی در آمدات اس کی بر آمدات سے زیادہ ہوں تو پھر معاشی مسائل جنم لیتے ہیں۔ دوسری اقوام کے مقابلے میں کھڑے ہونے کے لیے لازم ہے کہ اپنی در آمدات کو کم کریں درآمدات پر کم انحصار کر کے صنعتی ترقی میں حائل رکاوٹ کو دور کیا جا سکتا ہے۔ پاکستان ایک اسلامی زرعی ملک ہے ہمارے پالیسی سازوں کو چاہیے کہ وہ مضبوط صنعتی بنیاد فراہم کریں تاکہ ہمارا درآمدات پر انحصار کم ہو مگر افسوس کہ وطن عزیز میں اس بات پر توجہ نہیں دی گئی۔ قائد اعظم محمد علی جناحؒ نے 26 ستمبر 1947 کو لیکا ٹیکسٹائل مل کر عمارت کے افتتاح کے وقت بھی اس ضرورت پر زور دیا کہ تیار شدہ اشیاء کی صنعتوں پر زور دیا جائے تاکہ ہماری اشیاء کا معیار بلند ہو سکے اور غیر ملکی صنعتوں پر انحصار کم سے کم تر ہو۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ پاکستان زیادہ تر زرعی ملک ہے اسے تیار شدہ اشیاء کے لیے بیرونی ممالک پر انحصار کرنا پڑتا ہے اگر پاکستان اپنا کردار ادا کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے رقبے، افرادی قوت اور وسائل سے عہدہ بر آ ہونا پڑے گا۔ اسے اپنی زراعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ صنعتی پہلوؤں کو بھی ترقی دینا ہو گی اور اپنی اقتصادی رکاوٹوں کو دور کرنا ہو گا اشیاء صرف کی فراہمی کے لیے بیرونی دنیا پر انحصار کو بھی کم کرنا ہو گا۔[9]

ملک کی صنعتی ترقی کے لیے درآمدات کو کم کر کے بر آمدات کو بڑھانا ہو گا تاکہ زیادہ سے زیادہ زرمبادلہ حاصل ہو سکے۔ وہی ملک ترقی کرتا ہے جس کے صنعتی وسائل اور اس کی افرادی قوت مضبوط ہو۔ پاکستان کی معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ در آمدات پر انحصار کم کیا جائے اور صنعتوں کو فروغ دیا جائے۔ قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس ضرورت پر زور دیا تھا کہ تیار شدہ اشیاء کی صنعتوں کو ترقی دی جائے تاکہ معیشت مضبوط ہو اور ملک خود کفیل بن سکے۔ اس کے لیے پاکستان کو اپنے زرعی اور صنعتی وسائل کا مؤثر استعمال کرنا ہو گا تاکہ اقتصادی رکاوٹوں پر قابو پایا جا سکے اور غیر ملکی مصنوعات پر انحصار کم کیا جا سکے۔

سرمایہ کاری میں کمی

پائیدار معاشی ترقی کے لیے سرمایہ کاری بنیادی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ یہ نئی صنعتوں کے قیام، روزگار کے مواقع کی فراہمی اور بنیادی ڈھانچے کی تعمیر کو ممکن بناتی ہے۔ جب سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوتی ہے تو اس سے معیشت کی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے اور نئی صنعتوں کا قیام متاثر ہوتا ہے جس کے نتیجے میں روزگار کے مواقع محدود ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ، بنیادی ڈھانچے کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں جس سے کاروباری سرگرمیاں متاثر ہوتی ہیں اور مجموعی طور پر معاشی ترقی کی راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ کاری کی کمی کا اثر تعلیم، صحت، اور دیگر اہم شعبوں پر بھی پڑتا ہے جس سے انسانی وسائل کی ترقی متاثر ہوتی ہے اور معیشت طویل مدت تک مستحکم نہیں ہو پاتی۔ لہٰذا پائیدار معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے تاکہ ملک کی معیشت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر استوار ہو۔ کوئی ملک سرمایہ کاری کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا اگر سرمایہ کاری کی جائے گی تو اس کے نتیجے میں خاطر خواہ اثرات مرتب ہوں گے۔[10]

قلتِ پیداوار

پائیدار معاشی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ملک کی پیداوار مسلسل بڑھتی رہے کیونکہ معیشت کی مضبوطی کا دارومدار اشیاء اور خدمات کی وافر فراہمی پر ہوتا ہے۔ جب پیداوار میں کمی واقع ہوتی ہے، تو اس کا اثر معیشت کے تمام پہلوؤں پر منفی طور پر پڑتا ہے۔

سب سے پہلے، قلت پیداوار کی وجہ سے ملک میں بنیادی ضروریات کی اشیاء کی دستیابی محدود ہو جاتی ہے جس سے عوام کو مہنگائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کے نتیجے میں عوام کی خریداری کی قوت کمزور ہو جاتی ہے اور مجموعی طور پر معاشی سرگرمیوں میں سست روی آجاتی ہے۔ پیداوار میں کمی کا دوسرا بڑا اثر برآمدات پر پڑتا ہے۔ جب ملک میں پیداوار کم ہوگی، تو برآمدات کی مقدار میں کمی آئے گی جس سے ملک کی زرمبادلہ کی آمدنی متاثر ہوگی۔ زرمبادلہ کی کمی سے نہ صرف بیرونی قرضوں کا بوجھ بڑھتا ہے بلکہ ملک کی معیشت بھی غیر مستحکم ہو جاتی ہے جس سے ترقی کی رفتار مزید سست ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ، قلت پیداوار کی وجہ سے صنعتی اور زرعی شعبوں میں ترقی رک جاتی ہے۔ جب صنعتیں اور زرعی ادارے مکمل پیداواری صلاحیت کے ساتھ کام نہیں کرپاتے تو ان شعبوں میں روزگار کے مواقع بھی محدود ہو جاتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں بیروزگاری بڑھتی ہے جس سے غربت میں اضافہ ہوتا ہے اور عوام کی زندگی کی معیاری سطح مزید گر جاتی ہے۔[11] قلت پیداوار ملک کی اقتصادی خودکفالت کو بھی متاثر کرتی ہے۔ جب ملکی ضروریات پوری کرنے کے لیے پیداواری صلاحیت ناکافی ہو جاتی ہے تو ملک کو ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیے درآمدات پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ یہ انحصار معیشت کو بیرونی جھٹکوں کے لیے حساس بنا دیتا ہے کیونکہ بین الاقوامی مارکیٹ میں قیمتوں کی تبدیلی، تجارتی پابندیاں اور دیگر عوامل معیشت کو مزید مشکلات میں ڈال سکتے ہیں۔ لہٰذا پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں قلت پیداوار ایک بڑی رکاوٹ ہے جو معیشت کے مختلف شعبوں کو متاثر کر کے ملک کی ترقی کی رفتار کو سست کر دیتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے ضروری ہے کہ ملک میں پیداواری صلاحیت کو بڑھانے کے لیے جدید ترین ٹیکنالوجی کا استعمال کیا جائے۔ زرعی اور صنعتی شعبوں میں سرمایہ کاری کو فروغ دیا جائے اور ایسی پالیسیوں کا نفاذ کیا جائے جو پیداوار میں مسلسل اضافہ کو یقینی بنائیں۔[12]

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم

پائیدار معاشی ترقی کے لیے دولت کی منصفانہ تقسیم بنیادی اہمیت رکھتی ہے کیونکہ اس سے معاشرے کے تمام طبقات کو ترقی کے مساوی مواقع ملتے ہیں جو معاشی استحکام اور خوشحالی کا باعث بنتے ہیں۔ جب دولت غیر منصفانہ طور پر تقسیم اور چند افراد یا طبقات کے پاس مرکوز ہو جاتی ہے تو اس سے معاشرتی اور اقتصادی عدم توازن پیدا ہوتا ہے جو پائیدار معاشی ترقی کے لیے سنگین رکاوٹ بن سکتا ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کے نتیجے میں معاشرے میں ایک طبقاتی فرق پیدا ہوتا ہے جہاں ایک جانب امیر طبقہ بے پناہ دولت کا مالک ہوتا ہے جبکہ دوسری جانب غریب طبقہ بنیادی ضروریات زندگی جیسے تعلیم، صحت، رہائش سے محروم رہتا ہے۔ یہ عدم مساوات غربت کے دائرے کو مزید وسیع کرتی ہے اور اس کے نتیجے میں سماجی ناانصافیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ جب عوام کی ایک بڑی تعداد بنیادی ضروریات سے محروم ہو تو ان کی پیداواری صلاحیت متاثر ہوتی ہے اور وہ معاشی ترقی میں مؤثر کردار ادا کرنے کے قابل نہیں رہتے۔

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا ایک اور بڑا اثر یہ ہے کہ یہ معاشرتی بدامنی اور عدم استحکام کو جنم دیتی ہے۔ جب لوگ اپنی محنت کا صلہ نہیں پاتے، امیر اور غریب کے درمیان فرق بڑھتا ہے تو اس سے مایوسی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ اس کا نتیجہ اکثر جرائم میں اضافے، سیاسی عدم استحکام اور احتجاجات کی صورت میں نکلتا ہے جو معاشی ترقی کے عمل کو مزید پیچیدہ اور مشکل بنا دیتے ہیں۔ مزید برآں جب دولت کا ایک بڑا حصہ چند افراد کے ہاتھوں میں مرکوز ہو جاتا ہے تو یہ سرمایہ کاری کے مواقع کو بھی محدود کر دیتا ہے۔ امیر طبقہ عموماً اپنی دولت کو مزید بڑھانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کا بڑا حصہ غیر پیداواری سرگرمیوں میں لگا دیتا ہے جیسے کہ جائیداد یا بیرونی سرمایہ کاری۔ اس کے برعکس غریب طبقہ جس کے پاس وسائل نہیں وہ نئے کاروبار شروع کرنے یا تعلیم و صحت میں سرمایہ کاری

کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ اس کے نتیجے میں معیشت کے مختلف شعبے غیر فعال رہتے ہیں اور مجموعی طور پر معیشت کی ترقی کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا اثر نہ صرف موجودہ نسل پر پڑتا ہے بلکہ آنے والی نسلوں پر بھی اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جب تعلیم اور صحت جیسی بنیادی سہولیات تک رسائی محدود ہوتی ہے تو نئی نسل کی پیداواری صلاحیت اور معاشی شمولیت بھی متاثر ہوتی ہے، جس سے معاشی ترقی کا عمل طویل مدت تک غیر مستحکم رہتا ہے۔[13]

پائیدار معاشی ترقی کو یقینی بنانے کے لیے ضروری ہے کہ دولت کی تقسیم میں انصاف ہو تاکہ تمام افراد اور طبقات کو معاشی مواقع حاصل ہو سکیں۔ اس کے لیے حکومتوں کو ایسی پالیسیاں بنانی چاہئیں جو دولت کے ارتکاز کو روکیں اور اس کی منصفانہ تقسیم کو فروغ دیں۔ یہ پالیسیز تعلیم، صحت، اور دیگر بنیادی سہولیات کی فراہمی، ٹیکس اصلاحات، اور سماجی تحفظ کے نظام کو مضبوط بنا کر دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنا سکتی ہیں۔ جب دولت منصفانہ طور پر تقسیم ہو گی، تو معاشرہ خوشحال اور مستحکم ہو گا اور پائیدار معاشی ترقی کا حصول ممکن ہو سکے گا۔[14]

صنعت و حرفت کی تباہی

صنعت و حرفت کی تباہی پائیدار معاشی ترقی کے لیے کئی طریقوں سے رکاوٹ بن سکتی ہے۔ سب سے پہلے صنعتوں کی تباہی سے معاشی استحکام میں خلل پڑتا ہے۔ جب بڑے صنعتی یونٹس بند ہو جاتے ہیں تو ان سے وابستہ چھوٹے اور درمیانے کاروبار بھی متاثر ہوتے ہیں جس سے مجموعی طور پر اقتصادی سرگرمیوں میں کمی آتی ہے۔ اس کے نتیجے میں مقامی معیشت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں جس سے بے روزگاری میں اضافہ اور لوگوں کی خریداری کی طاقت کمزور ہو جاتی ہے۔ دوسرا صنعتوں کی تباہی سے تکنیکی ترقی اور جدیدیت کی رفتار میں رکاوٹ آتی ہے۔ جب صنعتیں معیشت سے نکل جاتی ہیں تو نئی تکنیکوں اور جدید ٹیکنالوجی کا فروغ رک جاتا ہے جس سے ملک کی عالمی اقتصادی مسابقت میں کمی آتی ہے۔ یہ ترقی کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ بنتی ہے کیونکہ معیشت میں جدید ترین ٹیکنالوجی کی عدم موجودگی اسے عالمی منڈی میں پیچھے چھوڑ دیتی ہے۔ تیسرا صنعتوں کی تباہی سے سرمائے کی عدم موجودگی اور کمزور مالی حالات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ صنعتوں کی تباہی کے بعد حکومت کو معاشی بحالی اور سرمایہ کاری کے لیے اضافی وسائل فراہم کرنا پڑتے ہیں جو کہ بجٹ پر بوجھ ڈال سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب بڑی صنعتیں بند ہو جاتی ہیں تو مقامی حکومتوں کی آمدنی میں بھی کمی آتی ہے جس سے عوامی خدمات اور بنیادی ڈھانچے کی ترقی متاثر ہوتی ہے۔ صنعت و حرفت کی تباہی مقامی کمیونٹی کے سماجی ڈھانچے پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ جب لوگ روزگار کے مواقع کھو دیتے ہیں تو ان کے معیار زندگی میں تنزلی اور سماجی مسائل مثلاً غربت، جرائم کی شرح میں اضافہ اور صحت کے مسائل ابھرتے ہیں۔ یہ سب عوامل ایک ایسے چکر کو جنم دیتے ہیں جو پائیدار معاشی ترقی کو مشکل بناتا ہے۔[15]

مہنگائی

مہنگائی پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں مختلف طریقوں سے رکاوٹ بن سکتی ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

- **قوتِ خرید میں کمی:** جب مہنگائی کی شرح بڑھتی ہے تو اشیاء اور خدمات کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے جس سے صارفین کی خریداری کی طاقت متاثر ہوتی ہے۔ لوگوں کی آمدنی میں اضافہ نہ ہونے کی صورت میں وہ اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کم خرچ کرنے لگتے ہیں۔ اس کمی سے کاروباروں کی فروخت میں کمی آتی ہے جس سے ان کی آمدنی کم ہوتی ہے اور وہ ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں۔ اس طرح، اقتصادی سرگرمیاں سست ہو جاتی ہیں اور ترقی کی رفتار میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔

- **سرمایہ کاری کی لاگت میں اضافہ:** مہنگائی کے دوران مرکزی بینک سود کی شرحوں کو بڑھا سکتا ہے تاکہ مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکے۔ بلند سود کی شرحیں کاروباروں کے لیے قرضے لینے کی قیمت کو بڑھا دیتی ہیں جس سے نئے سرمایہ کاری کے منصوبے مہنگے اور کم پرکشش ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے کاروبار نئے منصوبوں میں سرمایہ کاری کرنے کے لیے کم تیار ہوتے ہیں اور نئے کاروبار کے قیام میں رکاوٹ آتی ہے جو طویل مدتی ترقی کی راہ میں ایک رکاوٹ بنتی ہے۔
- **معاشرتی عدم استحکام:** مہنگائی کی وجہ سے غربت اور عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ قیمتوں میں اضافے سے کم آمدنی والے افراد اور خاندانوں پر مالی بوجھ بڑھ جاتا ہے۔ جب لوگ اپنے بنیادی ضروریات پوری کرنے کے لیے زیادہ خرچ کرتے ہیں تو ان کی زندگی کی معیار میں کمی آتی ہے جس سے معاشرتی تناؤ اور عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ اس عدم استحکام کے نتیجے میں معاشرتی مسائل جیسے کہ جرم، صحت کی خدمات کی کمی، اور تعلیم کی عدم دستیابی ابھرتے ہیں جو معاشرتی ترقی کی راہ میں مزید رکاوٹ بن جاتے ہیں۔
- **اقتصادی استحکام میں خلل:** مہنگائی معیشت میں عدم استحکام پیدا کرتی ہے جس سے مالیاتی منصوبہ بندی اور بجٹ سازی میں مشکلات آتی ہیں۔ کاروبار اور حکومتیں قیمتوں میں تیزی سے تبدیلیوں کے ساتھ ہم آہنگ ہونے میں دشواری محسوس کرتی ہیں جس سے معاشی فیصلے اور منصوبہ بندی میں غیر یقینی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔ یہ غیر یقینی صورتحال اقتصادی ترقی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے کیونکہ سرمایہ کار اور کاروبار مستقبل کی منصوبہ بندی میں احتیاط برتتے ہیں۔

یہ تمام عوامل مل کر ایک ایسا ماحول پیدا کرتے ہیں جو پائیدار معاشی ترقی کے لیے مشکلات پیدا کرتا ہے اور ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹیں کھڑی کرتا ہے۔

بیرونی امداد پر انحصار

بیرونی امداد پر انحصار پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں کئی بنیادی رکاوٹیں پیدا کر سکتا ہے۔ جب ممالک اپنی ترقیاتی ضروریات کے لیے غیر ملکی امداد پر زیادہ انحصار کرتے ہیں تو انہیں اقتصادی خود مختاری کی کمی کا سامنا ہوتا ہے۔ امداد فراہم کرنے والے ممالک یا ادارے اکثر مخصوص شرائط اور پالیسیوں کے تحت امداد فراہم کرتے ہیں جو وصول کنندہ ممالک کی مقامی ضروریات اور ترجیحات کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہوتیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ترقی پذیر ممالک اپنی اقتصادی پالیسیوں میں خود مختاری کھو دیتے ہیں اور امداد دینے والوں کی شرائط پر عمل کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مزید برآں، بیرونی امداد پر زیادہ انحصار کرنے سے مقامی وسائل اور صلاحیتوں کی ترقی میں رکاوٹ آتی ہے، کیونکہ ممالک اپنے اندرونی ترقیاتی اقدامات کی بجائے بیرونی مدد پر زیادہ انحصار کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے مقامی صنعتیں اور انسانی وسائل کی ترقی متاثر ہوتی ہے اور اقتصادی خود کفالت کی کوششیں کمزور ہو جاتی ہیں۔ بیرونی امداد کی غیر یقینی نوعیت اور اتار چڑھاؤ بھی سیاسی اور اقتصادی عدم استحکام کا سبب بن سکتے ہیں کیونکہ امداد کی فراہمی میں کسی بھی قسم کی کمی یا تاخیر سے ترقیاتی منصوبوں پر براہ راست اثر پڑتا ہے۔ ان مسائل کے مجموعے سے معیشت میں عدم استحکام پیدا ہوتا ہے جو پائیدار ترقی کی راہ میں ایک سنجیدہ چیلنج بن جاتا ہے۔[16]

حکمرانوں کا شاہانہ طرز زندگی

پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں حکمرانوں کا شاہانہ طرز زندگی ایک بڑی رکاوٹ بن سکتا ہے کیونکہ یہ معیشت کی وسائل کی تقسیم اور ترقیاتی حکمت عملیوں پر منفی اثر ڈال سکتا ہے۔ جب حکمرانوں اور اعلیٰ عہدیداروں کا طرز زندگی شاہانہ ہوتا ہے، تو وہ عوامی

وسائل کا غیر مناسب استعمال کرتے ہیں، جس سے ترقیاتی منصوبوں اور عوامی خدمات کے لیے دستیاب وسائل کی کمی ہوتی ہے۔ اس طرز زندگی کی وجہ سے دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور اقتصادی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے جو کہ غربت اور معاشرتی تناؤ کو بڑھاتا ہے۔ مزید برآں اس طرز زندگی کی نمائش کرپشن اور بدعنوانی کو فروغ دیتی ہے جس سے حکومت کی مؤثریت میں کمی آتی ہے اور پائیدار ترقی کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی ہوتی ہیں۔ مشہور ماہر معاشیات امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ "کتاب الخراج" کے اندر افسران کے احتساب پر بہت زور دیا ہے۔[17] آپ نے ہارون الرشید کو جو مشورہ دیا تھا پاکستان کے حکمران بھی اس سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ کسی ملک کی سرکاری مشینری اس کی پائیدار ترقی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ جہاں سرکاری مشینری ہی حرکت میں نہ آئے یا وہ خود لوگوں کو راہ راست پر لانے کی بجائے سنگین جرائم کرے، خود قانون بنانے والے قانون کی دھجیاں بکھیریں، خود لوگوں کو سادگی کا درس دینے والے شیش محل کے اندر زندگی بسر کریں تو ایسے حکمرانوں سے بہتری کی امید فضول ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ۔[18]

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی جس وقت تک وہ اپنی حالت بدلنے کا مصمم ارادہ نہ کرلے۔

ہمارے ملکی حکمرانوں کو خود اپنا احتساب کرنا چاہیے انہیں شاہانہ طرز زندگی ترک کر کے خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اصولوں پر چلنا چاہیے۔

ٹیکس سسٹم کی خرابی

پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں ٹیکس سسٹم کی خرابی ایک بڑی رکاوٹ بن سکتی ہے کیونکہ یہ معیشت کی مالی استحکام اور ترقیاتی صلاحیتوں پر منفی اثر ڈالتی ہے۔ جب ٹیکس سسٹم غیر موثر یا پیچیدہ ہوتا ہے تو یہ عوام اور کاروباروں کے لیے بوجھل اور غیر منصفانہ ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں ٹیکس کی تعمیل میں کمی آتی ہے اور ٹیکس وصولی میں نقصانات ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ سے حکومتی آمدنی میں کمی آتی ہے جو ترقیاتی منصوبوں اور عوامی خدمات کے لیے ضروری فنڈز کی کمی کا سبب بنتی ہے۔ ٹیکس سسٹم کی خرابی کرپشن اور بدعنوانی کو فروغ دیتی ہے کیونکہ ناقص قوانین اور انتظامی ناکامیاں افسران کو غیر قانونی طریقوں سے فوائد حاصل کرنے کا موقع فراہم کرتی ہیں۔ مزید برآں غیر مؤثر ٹیکس سسٹم سرمایہ کاری اور کاروباری سرگرمیوں کو بھی متاثر کرتا ہے کیونکہ غیر یقینی صورتحال اور پیچیدگیاں سرمایہ کاروں کے اعتماد کو کم کر دیتی ہیں۔ اس طرح، ٹیکس سسٹم کی خرابی مالی استحکام، اقتصادی نمو اور پائیدار ترقی کی راہ میں ایک سنجیدہ رکاوٹ بن جاتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ ٹیکس کی بروقت ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے بھی ملکی معیشت اثر انداز ہوتی ہے ملکی ترقی کا عمل رک جاتا ہے۔[19]

ذرائع آمدن کا فقدان

پائیدار معاشی ترقی کے میدان میں حائل ایک بڑی رکاوٹ یہ بھی ہے کہ حکومت کے پاس ذرائع آمدن کا فقدان ہو۔ کیونکہ اس کی وجہ سے حکومتی وسائل کی کمی اور اقتصادی منصوبہ بندی میں مشکلات آتی ہیں۔ جب کسی ملک یا خطے میں ذرائع آمدن محدود ہوتے ہیں تو حکومتوں کو ترقیاتی منصوبوں، بنیادی ڈھانچے کی تعمیر اور عوامی خدمات کی فراہمی کے لیے ضروری فنڈز حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً صحت، تعلیم اور سماجی بہبود کے پروگراموں کی فراہمی متاثر ہوتی ہے جس سے معاشرتی معیار زندگی میں کمی آتی ہے۔ ذرائع آمدن کی کمی کا اثر سرمایہ کاری پر بھی پڑتا ہے کیونکہ کم وسائل کی وجہ سے کاروباری ترقی اور صنعتی توسیع میں رکاوٹیں پیش آتی ہیں جس سے اقتصادی نمو کی رفتار سست ہو جاتی ہے۔ مزید برآں آمدن کے فقدان کی وجہ سے حکومتی قرضوں میں اضافہ

ہوتا ہے جس سے مالی استحکام پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور معیشت میں عدم استحکام بڑھتا ہے۔ اس طرح ذرائع آمدن کا فقدان ترقیاتی اہداف کے حصول میں ایک سنجیدہ رکاوٹ بن جاتا ہے اور پائیدار معاشی ترقی کے لیے درکار مالی استحکام کو متاثر کرتا ہے۔[20]

وسائل سے عدم استفادہ

وسائل سے عدم استفادہ پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹ بن سکتا ہے کیونکہ یہ ملک کی ترقیاتی صلاحیتوں اور اقتصادی نمو کو محدود کرتا ہے۔ جب دستیاب قدرتی، انسانی اور مالی وسائل کا مؤثر طریقے سے استعمال نہیں کیا جاتا تو ترقیاتی منصوبے مکمل نہیں ہو پاتے اور معیشت کی پیداوار کی صلاحیت کم رہتی ہے۔ قدرتی وسائل جیسے کہ معدنیات، پانی اور زراعتی اراضی اگر صحیح طریقے سے استعمال نہ ہوں تو اس سے پیداوار میں کمی آتی اور غربت میں اضافہ ہوتا ہے۔ انسانی وسائل کا عدم استفادہ جیسے کہ تعلیمی اور پیشہ ورانہ ترقی کے مواقع کی کمی، معیشت میں ہنر مند افراد کی تعداد کو محدود کرتا ہے جو کہ صنعتوں اور کاروباری سرگرمیوں کی ترقی میں رکاوٹ بنتا ہے۔ مالی وسائل کے غیر مؤثر استعمال سے بھی سرمایہ کاری کی سطح میں کمی آتی ہے جس سے بنیادی ڈھانچے کی ترقی اور جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں مشکلات پیش آتی ہیں۔[21] مجموعی طور پر وسائل سے عدم استفادہ معاشی ترقی کی رفتار کو سست کرتا ہے اور پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ بن جاتا ہے۔ بلاشبہ وسائل سے استفادہ نہ کرنا نعمت الٰہی کو ٹھکرانے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے وطن عزیز کو بے شمار بلکہ لاتعداد وسائل سے نوازا ہے اگر ان وسائل کو بروئے کار لانے کی ادنیٰ سی بھی کوشش کی جائے تو معاشی ترقی کی سلگتی ہوئی چنگاری دوبارہ سے معیشت کو استوار کر کے ترقی کی راہ پر گامزن کر سکتی ہے اور یہی وسائل ہمیں تنزل سے اٹھا کر اوج ثریا تک پہنچا سکتے ہیں۔

سودی نظام

سودی نظام نے معاشی عمل کھوکھلا کر کے رکھ دیا ہے۔ سودی نظام پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں کئی طریقوں سے رکاوٹ بن سکتا ہے کیونکہ یہ معیشت کی استحکام اور ترقیاتی صلاحیتوں پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ جب اقتصادی سرگرمیوں میں سودی نظام غالب ہوتا ہے تو یہ سرمایہ کاری کی لاگت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ سود کی ادائیگیاں کاروباروں کے لیے مالی بوجھ بن جاتی ہیں۔ اس اضافی بوجھ کی وجہ سے چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروبار ترقی کی بجائے مالی مشکلات کا شکار ہوتے ہیں جو کہ معیشت کی مجموعی نمو کو سست کر دیتا ہے۔[22] مزید برآں سودی نظام مالی وسائل کی غیر موثر تقسیم کو فروغ دیتا ہے کیونکہ دولت زیادہ تر مالیاتی اداروں کے پاس جمع ہوتی ہے اور معاشرتی ترقیاتی منصوبوں میں سرمایہ کاری کی بجائے مالیاتی سود کی ادائیگیوں میں ضائع ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ، سودی نظام غربت اور معاشرتی عدم مساوات کو بھی بڑھاتا ہے کیونکہ کم آمدنی والے افراد اور کاروبار سود کی زیادہ ادائیگیوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں جو ان کی مالی حالت کو مزید بگاڑ دیتا ہے۔ نتیجتاً سودی نظام معیشت کی استحکام کو متاثر کرتا ہے اور پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں ایک سنجیدہ رکاوٹ بن جاتا ہے۔

اسلامی معاشی اصولوں سے انحراف

پاکستان میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی کرنا ایک معمول بن گیا ہے۔ اسلام میں معیشت کو کنٹرول کرنے کے جو اصول مقرر کئے گئے تھے ان سب کو پس پشت ڈال کر آج ہم بھی اغیار کے نرغے میں آ گئے ہیں۔ اسلامی معاشی اصولوں سے انحراف پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں کئی طریقوں سے رکاوٹ بن سکتا ہے کیونکہ یہ اصول معاشرتی انصاف، اقتصادی توازن، اور اخلاقی معیار کو فروغ

دیتے ہیں۔ جب معاشی نظام اسلامی اصولوں سے ہٹ جاتا ہے تو اس سے بدعنوانی، عدم انصاف، اور معاشرتی عدم توازن کی صورت میں منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اسلامی اصول جیسے کہ زکوۃ، صدقہ اور غیر سودی مالی معاملات معاشرتی فلاح و بہبود اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتے ہیں۔ ان اصولوں سے انحراف کرنے کی صورت میں دولت کا ارتکاز چند افراد یا گروپوں کے پاس محدود ہو جاتا ہے، جس سے غربت اور معاشرتی عدم مساوات میں اضافہ ہوتا ہے۔[23] مزید برآں اسلامی اصولوں کے خلاف چلنے والے مالیاتی نظام معاشرتی اخلاقیات کی خلاف ورزی کرتے ہیں جیسے کہ دھوکہ دہی اور سودی لین دین جو اقتصادی استحکام کو متاثر کرتے ہیں اور عوامی اعتماد کو کم کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معیشت کی مجموعی ترقی میں رکاوٹ آتی ہے اور پائیدار معاشی ترقی کے اہداف حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسلامی اصولوں کی پیروی معاشرتی انصاف اور اقتصادی توازن کو برقرار رکھنے میں مدد دیتی ہے جس سے طویل مدتی ترقی اور استحکام یقینی بنائے جاسکتے ہیں۔ لہذا اگر آج ہم معاشی انحطاط سے نکلنا چاہتے ہیں تو ہمیں اسلامی شریعت کے سنہری معاشی اصولوں کو حرز جان بنانا ہو گا اور انہی اصولوں کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کے اندر عمل پیرا ہونا پڑے گا۔

نتائج بحث

پائیدار معاشی ترقی کی راہ میں کئی رکاوٹیں حائل ہیں جن میں سب سے اہم بیروزگاری، کرپشن، معاشی عدم ہم آہنگی، غربت، درآمدات وبرآمدات کا توازن، سرمایہ کاری کی کمی، قلت پیداوار، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم، اور صنعت و حرفت کی تباہی شامل ہیں۔ بیروزگاری عالمی مسئلہ ہے جو سست صنعتی ترقی اور حکومتی مداخلت کی کمی سے بڑھتا ہے۔ کرپشن اور رشوت معاشرتی انصاف کو نقصان پہنچاتی ہیں جبکہ معاشی عدم ہم آہنگی اور غربت ترقی کی رفتار کو سست کر دیتی ہیں۔ درآمدات وبرآمدات کا توازن برقرار نہ رکھنا، سرمایہ کاری کی کمی اور قلت پیداوار معیشت کی ترقی میں رکاوٹیں پیدا کرتی ہیں۔ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم اور صنعتوں کی تباہی بھی معاشی ترقی کی راہ میں بڑی رکاوٹیں ہیں۔ ان مسائل پر مؤثر اقدامات ضروری ہیں تاکہ معاشی ترقی کو یقینی بنایا جاسکے۔ نیز دولت کی مساوی تقسیم نہ ہونے کی وجہ سے بھی معاشی ترقی کا عمل لاغر ہو کر رہ گیا ہے۔ چند خاندانوں نے دولت کو اپنی میراث سمجھ کر اسے اپنی تجوریوں میں بند کرنا شروع کر دیا ہے جس کے نتیجے میں غریب آدمی کے لیے اپنی زیست کو برقرار رکھنا بھی مشکل ہو گیا ہے جبکہ سرمایہ کار دوسروں کو اپنی دولت کی بنا پر نظر حقارت سے دیکھ رہے ہیں اگر دولت کی اس غیر منصفانہ تقسیم کا سلسلہ جاری رہا تو کبھی بھی معاشی ترقی کا عمل ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو گا۔

حوالہ جات وحواشی

[1] یوسف فاروقی، ڈاکٹر، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، (کراچی: مکتبہ معارف اسلامی، 2011ء)، ص1173۔

[2] Richard Layard, Stephen Nickell, **Unemployment: Macroeconomic Performance and the Labour Market**, (UK: Oxford University Press, 1991), P. 631.

[3] یوسف فاروقی، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، ص1174۔

[4] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، **السنن**، (بیروت: دار صادر، 1995ء)، کتاب الأحکام، باب ماجاء فی الراشی والمرتشی، رقم الحدیث:1336۔

[5] ابن ماجۃ، محمد بن یزید، **السنن**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 2006ء)، کتاب الأحکام، باب التغلیظ فی الحیف والرشوۃ، رقم الحدیث:2313۔

[6] مسلم، ابو الحسین ابن الحجاج، **صحیح مسلم**، (ریاض: دار المغنی، 2009ء)، کتاب الزکاۃ، باب قبول الصدقۃ، رقم الحدیث:1015۔

[7] خورشید احمد، ڈاکٹر، **معاشی نظریات اور اسلامی معیشت**، (لاہور: ادارہ اسلامیات، 2002ء)، ص215۔

[8] غلام جیلانی، **غربت و افلاس: اسباب اور علاج**،(اسلام آباد: مکتبہ اسلامیہ، 2007ء)، ص317۔

[9] یوسف فاروقی، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، ص1175۔

[10] شکیل احمد، ڈاکٹر، **سرمایہ کاری کے اصول**،(کراچی: علم و عمل پبلیکیشنز، 2015ء)، ص192۔

[11] یوسف فاروقی، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، ص1176۔

[12] ایضاً۔

[13] محمد ارشد، ڈاکٹر، **معاشرتی انصاف اور دولت کی تقسیم**،(اسلام آباد: اسلام آباد یونیورسٹی پبلیکیشنز، 2016ء)، ص412۔

[14] امجد حسین، ڈاکٹر، **دولت کی غیر منصفانہ تقسیم: مسائل اور حل**،(کراچی: امید پبلیکیشنز، 2019ء)، ص291۔

[15] یوسف فاروقی، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، ص1177۔

[16] ایضاً، ص1178۔

[17] ابو یوسف، یعقوب بن ابراہیم، **کتاب الخراج**،(بیروت: دار صادر، 1996ء)، 1/88-89۔

[18] سورۃ الرعد 11:13۔

[19] یوسف فاروقی، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، ص1178۔

[20] ایضاً، ص1179۔

[21] ایضاً، ص1180۔

[22] زینب فاطمہ، ڈاکٹر، **سود کی فطرت اور اسلامی معاشیات**،(کراچی: علم و ادب پبلیکیشنز، 2018ء)، ص512۔

[23] یوسف فاروقی، **اسلام اور معاصر معاشی افکار و مسائل**، ص1181۔